AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title	Quran e Kareem ka Khasoosi Zoaq Rakhny walay Sahaba Karaam ki Tarbiyat ka Manhaj e Nabwi
Author (s):	Ali Tariq
Received on:	02 November, 2020
Accepted on:	15 Ferbruary, 2021
Published on:	18 March, 2021
Citation:	English Names of Authors, " Quran e Kareem ka Khasoosi Zoaq Rakhny walay Sahaba Karaam ki Tarbiyat ka Manhaj e Nabwi ", AL-ILM 5 no 1 (2021): 41-58
Publisher:	Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

قرآن کریم کا خصوصی ذوق رکھنے والے صحابہ کرامؓ کی تربیت کا منہج نبوی

علی طارق*

ABSTRACT
One of the dimension of the teaching and grooming methodologies of the Prophet Peace be Upon Him was considering the special interests and tendencies of the companions and preparing, guiding, grooming and appreciating them in their respective fields of special interests and tendencies. This consideration of their special interests and tendencies and grooming and guiding them in this respect enabled them to exercise their abilities and serve the society in different dimensions and respects.
The present paper intends to analyze the companions and their excellence in field of Quranic Studies which was result of the Prophet’s consistent guidance and grooming according to their special interests and tendencies which resulted in their extra ordinary status in the field of Quranic studies.
Keywords: Special Interests, Tendencies, Upbringing, Grooming, Quran.

تعارف

قرآن کریم کو شریعت اسلامیہ کے بنیادی اور اساسی مصادر میں اولین حیثیت حاصل ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کا آغاز ہی قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہوا اور زندگی کے آخری لمحات تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ صحابہ کرامؓ کی تربیت اور راہ نمائی میں قرآن اور صاحب قرآن ﷺ دونوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آغاز نبوت سے ہی صحابہ کرامؓ نے اپنے آپ کو قرآن کریم سے وابستہ کر لیا تھا اور اس کی تلاوت، کتابت اور اس کے معانی و مفاہیم کی تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے تھے۔ اس حوالے سے ہمیں وحی کی کتابت کرنے والے تیرہ حضرات کا ذکر ملتا ہے جن میں حضرت ابی بن کعب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت شرجیل بن حسنہ، حضرت معاویہ بن ابی سفیان شامل ہیں۔[(1)] اسی طرح ہمیں عہد نبوی میں چھ حضرات کا پتہ چلتا ہے جنہوں نے قرآن کریم کو جمع کر لیا تھا اور ان میں ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت بھی شامل ہیں۔[(2)] آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بہ طور خاص چار صحابہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، سالم مولی ابی حذیفہ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب سے قرآن کریم سیکھنے کا حکم فرمایا۔[(3)] ہمارے پیش نظر ان سب حضرات کا احاطہ اور ذکر نہیں ہے بلکہ ان میں سے چند حضرات کا تفصیلی جائزہ پیش کرنے کا ارادہ ہے جن کے خصوصی ذوق کی رعایت کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے ان کی تربیت فرمائی اور ان کے ذوق کی تشکیل و تعمیر فرمائی۔

---

* لیکچرار، شعبہ حدیث، کلیہ اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

قرآن کریم کے خصوصی ذوق کے حوالے سے تین طرح کے افراد کا احاطہ ممکن ہے پہلے نمبر پر وہ لوگ جن کو کتابت وحی کی سعادت ملی دوسرے نمبر پر وہ لوگ جن کو قرآن کریم کی تلاوت اور تدریس پر غیر معمولی دسترس حاصل تھی اور تیسرے نمبر پر وہ صحابہ کرام جنھوں کے قرآن کریم کی تفسیر کے حوالے سے غیر معمولی خدمت کی۔ اس فصل میں ان تینوں طبقوں سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام میں سے صرف چند کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

کتابت وحی

قرآن کریم کی خدمت کا سب سے پہلا مرحلہ شاید کتابت وحی ہے اور اسی حوالے سے ہمیں کتب سیرت، حدیث وطبقات میں متعدد نام ملتے ہیں جن کا احاطہ کرنا مقصود نہیں۔ قدیم وجدید سیرت نگاروں نے مکی اور مدنی عہد میں کاتبین وحی کا ذکر فرمایا ہے اور صاحب مصباح المضیئ نے چوالیس کاتبین وحی کے نام ذکر کئے ہیں۔ اس حوالے سے تین حضرات کا بطور خاص ذکر اور جائزہ پیش کیا جائے گا اور یہ دیکھنے کی کوشش کی جائے گی کہ آپ علیہ السلام نے ان کی فطری صلاحتیوں کا اندازہ فرما کر ان کی خصوصی تربیت اور صلاحیتوں کی تشکیل و تعمیر کیسے فرمائی؟۔ یہ تینوں حضرات ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ پہلے دونوں حضرات کا ذکر کرنے کی وجہ ان کا کتابت وحی کی خدمت کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی قرأت اور اسے جمع کرنے کی سعادت حاصل کرنا بھی ہے۔ ان کے ساتھ کچھ دیگر شخصیات کا بھی اجمالی ذکر کیا جائے گا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

حضرت ابی بن کعب کا پورا نام ابی بن کعب بن قیس بن عبید ہے۔ آپ کی کنیت ابو طفیل اور ابو المنذر رہے۔ آپ بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے اور اسی دوران آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ رسول اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر وحی کی کتابت کرنے والے صحابہ کرام میں ان کا نام زیادہ نمایاں ہے۔ آپ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے وحی لکھنے کا اعزاز بھی ان کو حاصل ہوا۔ آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پہلے یہ اعزاز ان کو حاصل رہا۔ البتہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے لکھنا سیکھ لیا تو پھر وہ بھی ان کی معاونت کرنے لگے۔ اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ ﷺ زید بن ثابت کو طلب فرماتے تھے۔[4] رسول اللہ ﷺ نے ان کی خصوصی دلچسپی اور فطری صلاحیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھیں کتابت وحی کی ذمہ داری تفویض فرمائی اور ان کی رغبت اور شوق کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے تمھیں قرآن کریم سنانے کا حکم دیا گیا ہے۔[5]

قرأت کی صلاحیت کا اعتراف اور حوصلہ افزائی

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وابستگی اور قرآن کریم کے ساتھ شغف کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر ان کی قرأت کی صلاحیت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا: "أقرؤها لكتاب الله أبي"۔[6] رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا ایک منہج یہ بھی تھا کہ جب کسی صحابی کو اپنے فن اور تخصص میں کوئی دشواری ہوتی تھی تو وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تھے۔ یہی معاملہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق انھوں نے عہد نبوی میں دو لوگوں کو دو مختلف قرآت کرتے دیکھا تو آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ علیہ السلام نے دونوں حضرات کی تصویب فرمائی اور یہ فرمایا کہ مجھے قرآن کو سات حرفوں پر پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔[7]

آپ علیہ السلام کا فطری صلاحیتوں کی تشکیل و تعمیر کا ایک منہج یہ بھی تھا کہ آپ علیہ السلام صحابی سے اس کی دلچسپی کی چیز کے بارے میں سوال بھی فرمایا کرتے تھے اور اگر اس کا جواب درست ہوتا تھا تو اس کی تصویب اور حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے تاکہ وہ اپنی دلچسپی کے میدان میں مزید محنت کرے۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے ابی بن کعب سے پوچھا آپ کے خیال میں کتاب اللہ کی کون سی آیت عظیم ہے۔ اس پر انھوں نے ادبا عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے جب دوبارہ استفسار فرمایا تو انھوں نے عرض کیا "اللہ لا الہ الا ھو الحیی القیوم "حضرت ابی کہتے ہیں: آپ علیہ السلام نے میرے جواب سے خوش ہو کر شفقت سے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا ابوالمنذر اللہ کی قسم تمھیں علم مبارک ہو۔[8] شائد آپ علیہ السلام کی اس حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ آپ علیہ السلام کی زندگی میں ہی جن چند لوگوں نے قرآن کریم جمع کر لیا تھا ان ہی میں سے ایک آپ بھی ہیں اور آپ کے علاوہ حضرت معاذ بن جبل، ابو الدرداء، سعد بن عبید، اور ابو زید رضی اللہ عنہم کا نام بھی ملتا ہے۔[9] آپ علیہ السلام کا فطری صلاحیتوں کی تشکیل و تعمیر کا ایک منہج یہ بھی تھا کہ آپ علیہ السلام جب محسوس فرماتے کہ کسی صحابی کو اپنی دلچسپی کے میدان میں رسوخ حاصل ہو گیا ہے تو آپ علیہ السلام صحابہ کرام کو اس صحابی سے استفادے کا حکم فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی صلاحیت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "خذوا القرآن من أربعة من عبد الله بن مسعود و سالم و معاذ و أبي بن كعب" قرآن کریم کا علم چار لوگوں سے حاصل کرو: عبد اللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔[10] حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم کی کتابت، قرأت اور علم کے ساتھ شغف نے ان کو ایسا غیر معمولی مقام عطا فرما دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت نے ان کی قرآن دانی کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا" **أبي أقرؤنا**" ابی ہم میں سے سب سے زیادہ بڑے قرآن کے قاری ہیں۔[11] حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی اس صلاحیت کا عملی اعتراف یوں بھی فرمایا کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رمضان میں جب سب نمازیوں کو ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے جمع کرنے کا مشورہ دیا گیا تو انھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔[12] اسی صلاحیت اور رسوخ کا اظہار اس واقعے سے بھی ہوتا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس کا صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ ان دونوں حضرات کا موسیٰ علیہ السلام کے صاحب یعنی ساتھی کے بارے میں اختلاف ہو گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خیال میں وہ خضر تھے۔ اس موقع پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی رائے لی گئی اور ان سے استفسار کیا گیا کہ آپ نے اگر اس حوالے سے آپ علیہ السلام سے کچھ سنا ہے تو فرمائیے؟ اس موقع پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے موسیٰ علیہ السلام اور خضر کا واقعہ تفصیل سے بتایا جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خضر ہی تھے۔[13] خلاصہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم کے خصوصی ذوق کو نہ صرف بھانپ لیا تھا بلکہ ان کو ان کی صلاحیتوں اور دلچسپی کے میدان میں نہ صرف کام کرنے کا موقع عنایت فرمایا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی بھی فرمائی اور جب ان کو قرآن کریم کے علم میں رسوخ حاصل ہو گیا تو ان کی طرف صحابہ کو بھی متوجہ فرمایا جس کے نتیجے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے استفادہ کیا اور ان کے استفادے کا دائرہ خلافت عثمانی تک چلتا رہا اس لئے کہ راجح قول کے مطابق ان کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں تیس ہجری میں ہوا[14]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

دوسری شخصیت جن کا شمار قرآن کریم کا خصوصی ذوق رکھنے والوں میں ہوتا ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہے۔ ان کا پورا نام زید بن ثابت بن ضحاک بن زید ہے۔ ان کی کنیت ابو سعید، ابو عبد الرحمان اور ابو خارجہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی۔[15]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کا آغاز

آپ علیہ السلام کے مدینہ منورہ آتے ساتھ ہی حضرت زید آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر فروکش ہوئے تو سب سے پہلا ہدیہ میں نے پیش کیا جو ایک برتن تھا جس میں روٹی، گھی اور دودھ تھا اور عرض کیا کہ میری والدہ نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام نے "بارک اللہ فیک" یعنی اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دے کی دعا دی۔[16] اس واقعے سے ہمیں حضرت زید بن ثابت کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کے آغاز کا علم ہوتا ہے لیکن ان کے

لکھنے پڑھنے کا آغاز غزوہ بدر کے بعد ہوا ہے۔ اس بات کی صراحت پائی جاتی ہے کہ آپ علیہ السلام نے غزوہ بدر کے ان مشرکین قیدیوں جن کے پاس رہائی کی رقم نہ تھی اور وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے کا فدیہ دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا مقرر کیا تھا اور حضرت زید بن ثابت بھی ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اسی زمانے میں لکھنا پڑھنا سیکھا۔[17] اس وقت ان کی عمر تقریبا تیرہ سال بنتی ہے۔ آپ علیہ السلام کو ان کی دلچسپی اور رحجان کا بھی علم ہوا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی ان کی عمر ایسی تھی جس میں عام طور پر سیکھنے کی صلاحیت غیر معمولی ہوتی ہے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ انھوں نے بہت جلد لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ہو گا اور اس بات کی دلیل وہ احادیث بھی ہیں جن میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ان کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ مجھے یہود پر اعتبار نہیں۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے آدھے مہینے یا سترہ دن میں ان کی زبان سیکھ لی اور اس کو سیکھنے کے بعد جب آپ علیہ السلام کو یہود کو خط لکھنا ہوتا تھا تو میں ہی لکھتا تھا اور جب ان کی طرف سے خط آتا تھا تو میں ہی پڑھ کر سناتا تھا۔[18]

کتابت وحی کا آغاز

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لکھنا پڑھنا اور زبانیں سیکھنا حضرت زید بن ثابت کی دلچسپی کا میدان تھا اور انھوں نے اس حوالے سے بہت جلد اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے وحی لکھنے کی ذمہ داری ان کے سپرد فرما دی اور کتب احادیث وطبقات میں ان کی اسی خدمت کا ذکر ملتا ہے کہ لکھنا پڑھنا سیکھ لینے کے بعد کتابت وحی کی خدمت مستقل طور پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی گئی۔ الاستیعاب میں اسی بات کی تصریح ہے "کان زید ألزم الصحابۃ لکتابہ الوحي" یعنی حضرت زید بن ثابت کتابت وحی کے حوالے سے صحابہ میں سے سب سے زیادہ حاضر باش تھے[19] اس کی وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابی بن کعب اپنی خانگی مصروفیات میں لگ گئے ہوں اس لئے کہ ان کی عمر زیادہ تھی اور اگر ان کی طبعی عمر ساٹھ سال بھی ہو تو مدنی عہد کے آغاز میں ان کی عمر تیس سال بنتی ہے۔ دوسری طرف حضرت زید بن ثابت کی آپ علیہ السلام کی تشریف آوری کے وقت عمر گیارہ سال تھی اور انتقال کے وقت تقریبا 21 سال تھی جو یقینا نوجوانی اور فراغت کی عمر ہوتی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی کتابت وحی کی ایک خدمت کا ذکر امام بخاری رحمتہ اللہ نے "باب قول اللہ تعالیٰ لایستوی القاعدون من المومنین" کی آیت کے تحت ذکر کیا ہے اور مختلف طرق لے کر آئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت زید بن ثابت کو طلب فرمایا اور یہ حکم بھی دیا کہ زید کو کہا جائے کہ وہ لوح، دوات اور ہڈی یا ہڈی اور دوات لے کر آئیں اور پھر آپ علیہ

السلام نے ان کو یہ آیت لکھوائی۔[20] اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس علمی خدمت کے لئے مکمل تیاری کے ساتھ رہتے تھے۔

حضرت زید کے قرآن کریم کے خصوصی ذوق کی حوصلہ افزائی

حضرت زید نے کتابت وحی اور قرآن کریم کے لکھنے میں کس قدر غیر معمولی دلچسپی اور شوق کا مظاہرہ کیا اس کا اندازہ غزوہ تبوک میں پیش آنے والے ایک واقعے سے کیا جاسکتا ہے جو 9ہجری میں ہوا اور اس وقت حضرت زید کی عمر بیس سال تھی۔ سیر الصحابہ کی کتب میں یہ واقعہ آیا ہے کہ غزوہ تبوک میں بنو نجار کا جھنڈا عمارہ بن حزم کے پاس تھا آپ علیہ السلام نے وہ جھنڈا لے کر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمادیا۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا آپ کو میری طرف سے کوئی شکایت پہنچی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں، لیکن قرآن مقدم ہے اور زید تم سے زیادہ قرآن جانتے ہیں۔[21] یہ عمل آپ علیہ السلام کی طرف سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم کے خصوصی ذوق کی حوصلہ افزائی کا عملی اظہار تھا اور ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جنگ میں پیش آیا جس میں بہت بڑا لشکر ساتھ تھا۔ لوگوں کو اس واقعے کی اطلاع بھی ہوگئی ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی اگر طبقات الکبری کی اس روایت کو بھی پیش نظر رکھا جائے جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں جن چھ صحابہ کرام نے قرآن کریم کو جمع کر لیا تھا ان میں سے ایک حضرت زید بن ثابت بھی ہیں۔[22] ان کی اس صلاحیت اور دلچسپی کا اعتراف آپ علیہ السلام نے اپنے غزوہ تبوک میں اپنے قول و عمل سے تو فرما ہی دیا تھا لیکن ان کی صلاحیتوں کا عملی اظہار عہد صدیقی و فاروقی اور عہد عثمانی میں بھی بھرپور ہوا۔ آپ علیہ السلام کے ساتھ وابستگی اور کتابت وحی کی خدمت مسلسل انجام دینے کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو قرآن کریم جمع کرنے کی ذمہ داری سونپی صحیح بخاری میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت موجود ہے جس کا خلاصہ یہ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد مجھے بلوایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کے سامنے جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی شہادت پر تشویش کا اظہار کیا اور قرآن کریم کو جمع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور پھر حضرت زید بن ثابت کو یہ فرمایا کہ تم نوجوان اور سمجھدار آدمی ہو اور ہمیں تم پر پورا اعتماد ہے اور تم نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کتابت وحی کی خدمت سر انجام دیتے رہے ہو لہذا تم یہ ذمہ داری اٹھالو۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ میرے لیے اس کام سے زیادہ آسان تھا۔ پھر انھوں نے پورے اہتمام کے ساتھ یہ خدمت سر انجام دی۔[23] حضرت صدیق و

فاروق رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام میں سے ان کا انتخاب کرنا بہت بڑی بات ہے۔ یہ ہی معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا کہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اختلاف قراءات کی بنا پر امت میں اختلاف کے خطرے کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے اظہار فرمایا اور انہیں ایک مصحف پر جمع کرنے کی درخواست کی تو اس موقع پر دوبارہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دیگر چار صحابہ کرام کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود مصحف کو سامنے رکھ کر مصاحف کے نسخے بنانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔[24] حضرت زید بن ثابت کے علمی مرتبے کا اندازہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے رویے سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایک موقع پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے اور اپنے پاؤں کو رکاب میں ڈالا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رکاب کو پکڑ لیا۔ حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسا نہ کرنے کا کہا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم علما کے ساتھ ایسا رویہ ہی اختیار کرتے ہیں۔[25] یہ رسول اللہ ﷺ کی فراست ہی تھی کہ جہاں انھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تربیت فرمائی وہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھی فطری رجحانات کی تشکیل و تعمیر پر توجہ دی جس کی وجہ سے امت نے قرآن کے ان دو ماہروں سے اپنے اپنے انداز میں استفادہ کیا۔ حضرت ابی بن کعب کا انتقال تیس ہجری میں ہوا اور حضرت زید بن ثابت ان کے بعد چودہ یا پندرہ سال زندہ رہے چنانچہ ان کا انتقال چون یا پچپن ہجری میں ہوا۔ ان کے انتقال پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج اس امت کے حبر کا انتقال ہو گیا اور شاید اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کا خلف بنا دے۔[26]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

قرآن کریم کا خصوصی ذوق رکھنے والے صحابہ کرام میں سے ایک رسول اکرم ﷺ کے چچازاد اور حضرت عباس بن عبد المطلب کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عباس ہیں۔ آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال پہلے کفار مکہ کے شعب ابی طالب کے مقاطعے کے دوران ہوئی اور آپ علیہ السلام نے اپنے لعاب مبارک سے آپ کو گھٹی دی۔[27] آپ علیہ السلام کے انتقال کے وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی۔[28] آپ ﷺ سے خاندانی رشتہ داری اور قرابت کی وجہ سے انھیں آپ کی صحبت کے غیر معمولی مواقع میسر آئے اور اس کے ساتھ ان کی خوش قسمتی یہ تھی کہ ان کی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو آپ علیہ السلام کی زوجہ مطہرۃ ہونے کا شرف حاصل ہوا جس کی وجہ سے ان کے لئے رسول اکرم ﷺ کی صحبت سے استفادے کے مواقع مزید بڑھ گئے۔ اگرچہ رسول اکرم ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر صرف تیرہ سال تھی لیکن اسی کے باوجود احادیث سے ہمیں ان کی سیکھنے کی لگن کا پتہ چلتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے استفادہ اور آپ علیہ السلام کے اقوال اور افعال کو جاننے اور محفوظ

کرنے کا جذبہ ہی تھا جس کے تحت ایک موقع پر انھوں نے اپنی خالہ کے گھر رات گذاری اور آپ علیہ السلام کے لئے تہجد کے وضو کا بندوبست کیا اور پھر آپ علیہ السلام کو وضو بھی کرایا۔ اس موقع پر آپ علیہ السلام کی اہلیہ اور ان کی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ان کی سفارش کی کہ انھوں نے آپ کے تہجد کے وضو کا بندوبست کیا ہے۔ اس موقع پر آپ علیہ السلام نے ان کے لئے دعا فرمائی "**اللهم فقهه في الدين، وعلمه التأويل**" اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور قرآن کی تفسیر سکھا"۔[29] اس روایت سے جہاں ان کی علمی لگن اور جستجو کا اندازہ ہوتا ہے وہیں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت میں ان کی فطری صلاحیتوں اور دلچسپیوں کو پیش نظر رکھنے اور ان کی رعایت کرنے کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ان کے قرآن کریم کے ساتھ تعلق اور خصوصی ذوق کا اندازہ لگالیا اور پھر اسی ذوق کی رعایت فرماتے ہوئے ان کے لئے دین کے فہم اور قرآن کی تفسیر میں مہارت کی دعا فرمائی جس کا اثر اور نتیجہ آپ علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد پورے طور پر ظاہر ہوا۔ امام احمد نے ایک اور حدیث بھی ذکر کی ہے جس میں آپ علیہ السلام نے ان کے علم و فہم میں اضافے کی دعا فرمائی۔[30] ان سے مروی ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور یہ دعا فرمائی "اے اللہ اسے حکمت اور کتاب اللہ کی تفسیر سکھا"۔[31] ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک موقع پر انھوں نے اپنی خالہ کے گھر رات گذاری تاکہ آپ علیہ السلام کی رات کی نماز کے بارے میں جان سکیں۔ اس موقع پر بھی آپ علیہ السلام نے شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے حکمت کی دعا بھی فرمائی۔[32] امام بخاری نے اس طرح کے ایک واقعے کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے جس میں وہ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گذارتے ہیں تاکہ یہ دیکھیں کہ آپ علیہ السلام رات میں نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ وہ واقعہ یہ ہے:

حضرت ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نے ایک مرتبہ اپنی خالہ حضرت میمونہ کے گھر رات گزاری اور خیال کیا کہ آج دیکھوں گا کہ آنحضرت ﷺ رات میں نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ میں نے آپ ﷺ کے لئے تکیہ رکھا۔ آنحضرت ﷺ اس کے طول میں لیٹ گئے پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند کو دور کیا پھر سورت آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی پھر آپ ﷺ ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف گئے اس سے پانی لے کر آپ ﷺ نے وضو کیا میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جو کچھ آپ ﷺ نے کیا تھا اسی طرح میں نے بھی کیا پھر جا کر آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا پھر میرا کان پکڑ کر اسے مروڑا آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر وتر پڑھے۔[33]

یہ واقعہ آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے آخری دو تین سالوں کا معلوم ہوتا ہے اسی لئے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ علیہ السلام نے ذی قعدہ سات ہجری میں عمرۃ القضاء کے سفر کے دوران نکاح فرمایا۔[34] گویا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آپ علیہ السلام کے ساتھ رفاقت تین سال کے عرصے پر محیط رہی۔ مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آپ علیہ السلام کے رات کے معمولات جاننے کے لئے رات بھر جاگتے رہنا بھی کمال ہے اور اگر وہ سوگئے تھے تو پھر گیارہ سے تیرہ سال کی عمر کے لڑکے کا سو کر دوبارہ اٹھ جانا بھی ان کی علمی تڑپ اور لگن کا آئینہ دار ہے اس لئے کہ عام طور پر اس عمر میں آدمی کی نینداس کے قابو میں نہیں ہوتی۔

آپ علیہ السلام کو ان کی علمی لگن اور جستجو اتنی بھائی کہ آپ علیہ السلام نے ان کی تربیت اور تعلیم پر بھرپور توجہ دی اور ان کو مختلف مواقع پر بہت ہی اہم چیزیں سکھائیں ان ہی میں سے ایک روایت وہ ہے جو آپ علیہ السلام نے ان کو اس وقت ارشاد فرمائی جب یہ آپ علیہ السلام کے ہم رکاب اور ردیف تھے روایت یوں ہے: "میں ایک مرتبہ (سواری پر) نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں وہ یہ کہ ہمیشہ اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور اگر مدد طلب کر تو صرف اسی سے مدد طلب کر اور جان لے کہ اگر پوری امت اس بات پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کسی چیز میں فائدہ پہنچائیں تو بھی وہ صرف اتنا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر تمہیں نقصان پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا۔ قلم اٹھادئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے"۔[35]

اگر اس روایت کے مضامین کا جائزہ لیا جائے تو یہ قرآن کریم کے بنیادی مضمون یعنی توحید کا تفصیلی اظہار ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام اپنے اس نوجوان شاگرد کو قرآن کریم کے بنیادی موضوع سے متعلق تفصیلی تربیت سے بہرہ ور فرما رہے ہیں۔ ان کو اگرچہ رسول اکرم ﷺ سے براہ راست استفادے کے مواقع کم ملے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی فطری صلاحیتوں کو پہچان کر ان کے لئے جو دعائیں فرمائیں اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے دل میں کتاب اللہ کا شوق اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھنے کی تڑپ اور لگن دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کی زندگی میں ان سے جتنا استفادہ کرنا ممکن تھا کیا اور آپ علیہ السلام کے انتقال کے بعد ان کو اکابر صحابہ کرام سے استفادے کی فکر پیدا ہوگئی۔ یہ فکر اتنی بڑھی کہ انہوں نے ایک موقع پر فیصلہ کیا کہ اب صحابہ کرام سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کے علوم و معارف خاص طور پر قرآن اور تفسیر کے علوم کو حاصل کرنا چاہیے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے اپنے ایک انصاری بھائی سے کہا چلو آؤ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے پوچھتے ہیں اس لئے کہ وہ اس وقت زیادہ ہیں، تو اس نے جواب دیا کہ تم پر تعجب ہے! تمھارا کیا خیال ہے لوگوں کو تمھاری ضرورت پڑے گی جبکہ لوگوں میں ابھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایسے لوگ موجود ہیں جو مرجع ہیں؟ لہذا میں نے سوالات کرنے شروع کردئے چنانچہ جب مجھے کسی کے پاس حدیث کا علم ہوتا تو میں اس کے دروازے پر پہنچ جاتا اور اگر وہ شخص قیلولہ کررہا ہوتا تو میں اس کے دروازے پر اپنی چادر پھیلا کر بیٹھ رہتا اور ہوا مجھ پر ریت اڑاتی رہتی پس وہ نکلتا اور مجھے دیکھتا تو کہتا اے اللہ کے رسول کے چچا کے بیٹے آپ کو کون سی چیز نے آنے پر مجبور کیا؟ آپ نے مجھے پیغام بھجوایا ہوتا تو میں خود حاضر ہوجاتا تو میں جواب میں کہتا نہیں یہ میرا حق بنتا تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں پھر میں ان سے حدیث کے بارے میں پوچھتا۔ وہ انصاری بھی ایسے زمانے تک زندہ رہے جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ میرے ارد گرد اکٹھے ہونے لگ گئے تھے اور مجھ سے سوالات پوچھنے لگ گئے تھے۔ تو اس نے کہا کہ یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقلمند نکلا۔[36]

اس حدیث میں جہاں ان کی سیکھنے کی لگن اور تڑپ کا اندازہ ہوتا ہے وہیں آپ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کے بھی آثار ظاہر ہوتے ہیں کہ کچھ ہی عرصے بعد لوگ ان سے استفادے کے لئے ان کے ارد گرد اکٹھا ہونا شروع ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے قرآن کریم کے عالم، محدث اور فقیہ نے بھی قرآن کریم کے فہم کے حوالے سے ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا: "نعم ترجمان القرآن ابن عباس"۔ ابن عباس قرآن کریم کے عمدہ ترجمان ہیں۔[37] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا جہاں نبی اکرم ﷺ کی تربیت اور دعاؤں کی قبولیت کی علامت ہے۔ وہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی خواہش اور امید کی تکمیل ہے جو انھوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے انتقال پر فرمائی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو زید بن ثابت کا جانشین بنادیں جس کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔[38] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے کس قدر فیصلہ کن ہوتی تھی اس کا اندازہ طاؤس کے اس قول سے کیا جاسکتا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرام کو دیکھا کہ جب انھیں کسی معاملے میں تردد ہوتا تو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے۔[39] ان کو جن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے استفادے کا موقع ملا ان میں سے ایک حضرت عمر کی ذات گرامی بھی ہے جن کی قرآن فہمی غیر معمولی تھی بلکہ قرآن کریم کے ساتھ تعلق اتنا گہرا اور مضبوط تھا کہ چند مواقع پر ان کی رائے کے مطابق قرآن کریم نازل ہوتا تھا۔ اور وہ اسے نعمت کے طور پر ذکر فرماتے تھے کہ انھوں نے آپ نے رب کے ساتھ موافقت کی۔[40] حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کی علمی

صلاحیت اور قرآن فہمی کے معترف تھے اور اس کا اظہار ان کو اپنی مجلس میں بڑے مشائخ کے ساتھ بٹھا کر کرتے تھے جو یقینا بعض اکابر صحابہ کرام کو گراں بھی گذرتا تھا کہ ایک نوجوان جو آپ علیہ السلام کے وصال کے وقت صرف تیرہ سال کا تھا، ہم جیسے لوگوں کے ساتھ کیسے بیٹھ سکتا ہے جنھیں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ پہلے معرکے میں مشرکین مکہ کے ساتھ دوبدو ہونے کا موقع ملا ہے؟ حضرت عمر اپنے اس عمل سے ان کی قرآن فہمی اور بصیرت کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ لیکن ایک موقع پر انھوں نے ان اکابر صحابہ کرام کے اعتراض کا جواب دینے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کی صلاحیت کا اظہار کرنے کیلئے ان کو بلا بھیجا جس کی تفصیل خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور اسے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ عنہ نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا ہے روایت یوں ہے:

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے (اپنی مجلس میں) مشائخ بدر کے ساتھ بٹھاتے تھے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ آپ اس لڑکے کو جو ہماری اولاد کے برابر ہے ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں؟، انہوں نے جواب دیا کہ آپ لوگ ابن عباس کو کن لوگوں (کس طبقہ) میں سے سمجھتے ہو! ابن عباس کہتے ہیں کہ پھر ایک دن حضرت عمر نے انہیں اور ان کے ساتھ مجھے جہاں تک میں سمجھتا ہوں صرف اس لئے بلایا کہ انہیں میری طرف سے (علمی کمال) دکھادیں، چنانچہ حضرت عمرؓ نے (ان لوگوں سے) کہا کہ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ آخر سورت تک کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ بعض نے کہا کہ جب اللہ ہماری مدد کرے اور فتح عطا فرمائے تو اس نے ہمیں حمد و استغفار کا حکم دیا ہے، بعض نے کہا ہمیں معلوم نہیں، بعض نے کچھ بھی نہیں کہا، تو حضرت عمر نے مجھ سے کہا اے ابن عباس کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا جب اللہ کی مدد اور فتح مکہ حاصل ہوئی تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو وفات کی خبر دی۔ لہذا فتح مکہ آپ ﷺ کی وفات کی علامت ہے لہذا آپ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کیجئے اور استغفار کیجئے اللہ قبول کرنے والا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے جو تمہارا ہے۔[41]

اس واقعے کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبے اور قرآن کریم کے خصوصی ذوق اور اس میں غیر معمولی مہارت کا عملی مظاہرہ کروادیا اور یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد "يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان و اھل علم کے درجات بلند کرتا رہتا ہے[42] اور آپ علیہ السلام کے ارشاد "إن الله يرفع بهذا الكتاب أقواما. ويضع به آخرين" اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے قوموں کو بلندیاں نصیب فرماتا ہے[43] کا بھی عملی اظہار تھا۔

ان کی اپنے فطری ذوق اور خصوصی دلچسپی اور رجحان کے میدان میں محنت کرنے کا ہی اثر ہے کہ آج شاید ہی کوئی تفسیر ایسی ہو جس میں ان کے تفسیری اقوال سے استفادہ نہ کیا گیا ہو اور جب بھی قرآن کریم کی تفسیر کی بات کی جاتی ہے تو شاید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام ذہن میں آنے والے ابتدائی صحابہ کرام کے ساتھ آتا ہے۔ صحابہ کرام سے استفادہ کرنے کا اثر یہ تھا کہ ان کے بارے میں مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی معاملے کے بارے میں پوچھا جاتا تو تو اگر قرآن میں ہوتا تو بتلاتے وگرنہ حدیث ذکر کرتے اور اگر حدیث نہ ہوتی تو حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہ کا عمل ذکر کرتے اور وہاں سے بھی کچھ نہ پاتے تو اپنی رائے پیش کرتے"[44] اور ابن سعد رحمہ اللہ نے "**اجتهد رأيه**" کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔[45] اپنی رائے پیش کرنا یا اپنی رائے سے اجتہاد کرنا بھی شاید آپ علیہ السلام کی صحبت مبارکہ کا اثر اور آپ علیہ السلام کی دعا کا ثمر تھا کہ آپ علیہ نے ان کے لئے دین اور حکمت کی سمجھ اور قرآن کریم کی تاویل و تفسیر کی صلاحیت کی دعا کی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کے اس ننھے اور کم عمر شاگرد سے استفادہ کرنے والے حضرات کی تعداد کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ آپ علیہ السلام کے انتقال کے بعد اٹھاون سال زندہ رہے اور ان کا انتقال ۶۸ ہجری میں ۷۱ سال کی عمر میں ہوا۔[46] آپ علیہ السلام نے ان کے قرآن کے خصوصی ذوق کو پہچان لیا تھا اور ان کی کتاب اللہ سے خاص طور پر کتاب اللہ کی تاویل و تفسیر سے دلچسپی کا اندازہ لگا لیا تھا جس کے بعد آپ علیہ السلام نے نہ صرف اس معاملے میں رہنمائی، تربیت اور سرپرستی بھی فرمانی شروع کر دی بلکہ اس شوق سے اور دلچسپی میں اضافے کے لئے کتاب و حکمت کی تعلیم اور فہم کی دعا بھی کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہی ظاہر ہو گیا اور پھر خلفائے راشدین کے عہد سے لے کر ۶۸ ہجری تک امت نے ان کے تفسیری اقوال و ارشادات سے استفادہ کیا اور بہت سارے تابعین جیسے سعید بن جبیر، مجاہد، طاووس، عطا بن رباح اور عکرمہ جو تفسیر کے میدان میں غیر معمولی مقام کے حامل ہیں ان کا شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ان شخصیات میں سے ایک شخصیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی ہے جن کو بچپن سے ہی رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل رہا اور مزید بر آں رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے آپ علیہ السلام سے استفادے کے زیادہ مواقع میسر آئے۔ ان کے قرآنی ذوق کے حوالے سے یہ بات ذکر کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ان کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے زیادہ کوئی واقف نہ تھا جب ان کی رائے کی

ضرورت پڑتی تھی تو ان سے زیادہ فقہ جاننے والا کوئی نہ تھا۔ اور نہ آیتوں کے نزول کے اسباب کے جاننے میں کوئی ان سے زیادہ عالم تھا۔ اور نہ ہی فرائض میں۔[47]

حضرت عائشہ کے قرآن کریم کا خصوصی ذوق

قرآن کریم کے ساتھ ان کے خصوصی شغف اور لگن کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا "من حوسب عذب" جس کا حساب لیا گیا اسے عذاب دیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟: "فسوف یحاسب حسابا یسیرا " اس موقع پر آپ علیہ السلام نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو پیش کرنا ہے لیکن جس سے حساب کتاب شروع کر دیا گیا وہ ہلاک ہو گیا۔[48] اس سے ملتی جلتی ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اپنی مسند میں نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ نماز میں فرماتے ہوئے سنا "اللھم حاسبنی حسابا یسیرا" جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی حساب یسیر کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کے اعمال نامے پر نظر ڈال کر اس سے درگذر کر دیا جائے۔ بے شک جس کا حساب کتاب شروع کر دیا گیا اے عائشہ وہ ہلاک ہو گیا۔[49] ان تین روایتوں سے ان کے قرآنی ذوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے فطری صلاحیتوں کی تشکیل و تعمیر کے منہج میں سے ایک کسی بھی فن میں صلاحیت رکھنے والے حضرات کی تعریف اور حوصلہ افزائی کرنے اور لوگوں کے سامنے ان کی صلاحیت کا اظہار کرنا تھا تاکہ صحابہ کرام ان سے مستفید ہو سکیں۔ اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا قرآن کریم چار لوگوں سے سیکھو اور اس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر فرمایا[50]

اسی طرح ایک روایت میں فرمایا: "جو کوئی چاہیے کہ قرآن کو ایسے پڑھے جیسے وہ نازل ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ ابن ام عبد کی قرات پر پڑھے"[51] شاید یہی وجہ تھی کہ ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ قرآن تو آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن مجید سنوں، وہ کہتے ہیں میں نے سورۃ النساپڑھنی شروع کر دی یہاں تک کہ جب میں (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا) پر پہنچا تو میں انے اپنا سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری ہیں۔[52]

اس مقالے کی روشنی میں ہم مندرجہ ذیل نتائج پیش کر سکتے ہیں:

نتائج

1. آپ علیہ السلام کا خصوصی ذوق اور فطری صلاحیتوں کی تشکیل و تعمیر کا منہج یہ تھا کہ آپ علیہ السلام صحابی سے اس کی دلچسپی کی چیز کے بارے میں سوال فرمایا کرتے تھے اور اگر اس کا جواب درست ہوتا تھا تو اس کی تصویب اور حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے تاکہ وہ اپنی دلچسپی کے میدان میں مزید محنت کرے جیسے حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ کے ساتھ ہوا۔
2. رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام خصوصی ذوق اور فطری صلاحیتوں کی تشکیل و تعمیر کا منہج یہ بھی تھا کہ آپ علیہ السلام صحابہ کرام کے فطری رجحان کا ادراک فرمایا لیا کرتے تھے اور پھر ان کے اس فطری رجحان اور خصوصی دلچسپی کی نہ صرف تحسین فرماتے بلکہ مزید راہ نمائی اور حوصلہ افزائی بھی فرماتے حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ ہوا۔
3. آپ علیہ السلام جب محسوس فرماتے کہ کسی صحابی کو اپنی خصوصی ذوق اور دلچسپی کے میدان میں رسوخ حاصل ہو گیا ہے تو آپ علیہ السلام صحابہ کرام کو اس صحابی سے استفادے کا حکم فرماتے تھے جیسے آپ ﷺ نے قرآن کریم کا علم چار صحابہ کرام عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے حاصل کرنے کا فرمایا۔
4. آپ ﷺ کو جب کسی صحابی کے اپنے خصوصی ذوق اور دلچسپی کے میدان میں رسوخ حاصل ہونے کا یقین ہو جاتا تھا تو آپ ﷺ ان کو ان کی فطری صلاحیت اور دلچسپی کے میدان میں ذمہ داری بھی سونپ دیتے تھے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کا عملی اظہار کر سکیں اور صحابہ کرام ان کی صلاحیتوں سے مستفید ہو سکیں۔
5. رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا ایک منہج یہ بھی تھا کہ جب کسی صحابی کو اپنے فن اور تخصص میں کوئی دشواری ہوتی تھی تو وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تھے اور آپ ﷺ ان کا مسئلہ حل فرماتے تھے جیسے آپ ﷺ نے جیسے حضرت ابی بن کعب اور حضرت عائشہ کے ساتھ کیا۔

References

[1] صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی، **عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت**، کتب خانہ سیرت، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص ۵۔

Siddiqī, Dr Muhāmmad Yāsīn Mazhar , *Ahd e Nabvi me'in Tanzīm Riyāsat wa Hukūmat*(Karāchi, Kūtūb Khana Sīrat, 2019), 5

[2]– ابن سعد، أبو عبد اللہ محمد بن سعد، **الطبقات الکبری**، تحقیق: إحسان عباس، دار صادر، بیروت، لبنان، طبع اول:۱۹۶۸، ۲/ ۳۵۵۔

Ibn' Saad , Abū Abdullah Muhāmmad , *al-Tabqāt al-Kūbra*, ed:Ihsān Abbās, (Berūt,Dar'e Sādir, 1st ed, 1948), 355/2

[3]– بخاری، صحیح البخاری: **کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم**، حدیث نمبر:۴۷۱۳، ۴/ ۱۹۱۲۔

Bukhāri, Muhāmmad Bin Ismaīl , *al-Jamāy al-Sahīh, Kitāb Fazāil al-Qurān*, Hadīth: 2713

4– ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القرطبی، **الاستیعاب في معرفة الاصحاب**، تحقیق: علی محمد البجاوي، دار الجیل، بیروت، لبنان، طبع اول:۱۹۹۲، ۱/ ۶۶۔

Ib'n Abd al-Barr , Yusaf Bin Abdullah al-Qurtabi, *al-Istiāb fī Mārifat al-Ashāb*, Ed:Ali Muhāmmad al-Bajāvi, (Berūit , Dār al-Jīl,1992, 66/1

5– ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/ ۳۴۰۔ Ibn' Saad , al-Tabqāt al-Kūbra,P. 340/2

6– ابن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، **مسند المکثرین من الصحابة، مسند أنس بن مالک رضي اللہ تعالی عنہ**، حدیث نمبر:۳۵۹۸، تحقیق: شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد، ودیگر، مؤسسہ الرسالہ بیروت، لبنان، طبع اول:۱۴۲۱ھ، ۲۰/ ۲۵۲۔

Ib'n Hanbal, Ahmed Bin Muhāmmad, *al-Musnad al-Mukāssirīn, Musnad Anas*(RA), Ed:Shoib Arnaūt,(Beruit,Muāsasāh al-Risālah, 1421H),P.252/20

7– مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری، **المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب بیان أن القرآن علی سبعة أحرف وبیان معناه**، حدیث نمبر:۸۲۰، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، لبنان، ۱/ ۵۶۱۔

Muslim Bin Hajāj al-Qushāri, *al-Musnad al-Sahīh al-Mukhtasar*,Ed:Fawād Abdul Bāqi,(Beruit,Dār Īḥyā al-Turāth,) Kitāb Salāt al-Musāfirīn, Hadīth:820

8– ایضا، **باب فضل سورة الکهف، وآية الکرسي**، حدیث نمبر:۸۱۰، ۱/ ۵۵۶۔

Ibid , Hadīth:810

9– ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/ ۳۵۵۔

Ibn' Saad , *al-Tabqāt al-Kūbra*,P. 355/2۔

[10]– بخاری، صحیح البخاری: **کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم**، حدیث نمبر:۴۷۱۳، ۴/ ۱۹۱۲۔

Bukhāri, *al-Jamāy al-Sahīh*, Kitāb Fazāil al-Qurān, Hadīth: 2713

11– ایضا، حدیث نمبر:۴۷۱۹، ۴/ ۱۹۱۳۔

Bukhāri *al-Jamāy al-Sahīh*, Kitāb Fazāil al-Qurān, Hadīth: 2719

12– ایضا، **کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان**، حدیث نمبر:۱۹۰۶، ۲/ ۷۰۲۔

Ibid, Kitāb Salāt al-Tarāveh ,Bāb Fazal Mann Qām Ramdhān, Hadīth: 1906

13– ایضا، **کتاب العلم، باب ماذکر في ذهاب موسی**، حدیث نمبر ۷۴، ۱/ ۴۰۔

Ibid, Kitāb Salāt al-Tarāveh ,Bāb Fazal Mann Qām Ramdhān, Hadīth: 1906

14– ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، **الإصابہ فی تمییز الصحابہ**، تحقیق: عادل أحمد عبد الموجود اور علی محمد معوض دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، طبع اول:۱۴۱۵ ہجری، ۱/ ۱۸۲۔

Ibn Hajar, Ahmed Bin Ali al-Asqalāni, *al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba*, Ed:Adil Ahmed Abdul Mojūd, (Beruit, Dar al-Kutub al-Ilmia, 1415H),182/1

15- أبو نعيم، أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني، **معرفة الصحابة**، تحقیق: عادل بن یوسف العزازي، دار الوطن للنشر، الرياض، طبع اول: ۱۹۹۸، ۳/۱۱۵۱، ابن عبد البر، یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبي، **الاستيعاب في معرفة الاصحاب**، تحقیق: علي محمد البجاوي، دار الجيل، بیروت، لبنان، طبع اول: ۱۹۹۲، ۲/۵۳۷۔

Abu Nuāim, Ahmed Bin Abdullah al-Asbahāni, *Marifatū al-Sahāba*, Ed: Adil Bin Yousaf,(al-Riyadh,Dar al- Watan lī Nashar,1998),1151/3 ; Ibn Abd al-Barr, al-Istiāb fi Marifatil Ashāb, Ed: Ali Muhammad al-Bajāvi, (Beruit, Dar al-Jīl ,1992),537/2

16- ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۱/۲۳۷۔ Ibn' Saad , al-Tabqāt al-Kūbra, 237/1

17- ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/۲۲۔ Ibn' Saad , al-Tabqāt al-Kūbra, 22/2

18- بخاری، **کتاب الاحکام، باب ترجمة الحکام وهل یجوز ترجمان واحد**، ترمذی، محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی الترمذی، **سنن الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء في تعليم السريانية**، حدیث نمبر: ۲۷۱۵، تحقیق: أحمد محمد شاکر، محمد فؤاد عبد الباقي، إبراهيم عطوة عوض، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي - مصر، ۱۹۷۵ء، ۵/۶۷، ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/۳۵۸

Bukhāri, Kitāb al-ahkām; Tirmzī, Abu Īsa Muhammad Bin Īsa, al-Sunan, Abwāb al-Ilm, Ed: Ahmed Muhammad Shākir, (Egypt,MAtbāh Mustafa al-Bābi al-Halābi,1975),P.67/5; Ibn' Saad , al-Tabqāt al-Kūbra,P. 358/2,

19- ابن عبد البر، **الاستيعاب في معرفة الاصحاب**: ۱/۶۸۔

Ibn Abd al-Barr , *al-Istiāb fi Marifatil Ashāb*,P.68/1

20- بخاری، **صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسير، باب قول الله تعالى** حدیث نمبر ۲۶۷۶-۳، ۲۶۷۷/۲/۱۰۴۲، **کتاب التفسير، باب تفسير سورة النساء**، حدیث نمبر ۴۳۱۷-۴۳۱۸، ۴/۱۶۷۷۔

Bukhāri, Kitāb al-Jihād wa al-Sīyar, Hadīth: 4317-4318

21- ابن حجر، **الإصابه**، ۲/۴۹۰۔

Ibn Hajar al-Asqalāni, *al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba*, 490/2

22- ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/۳۵۵۔ Ibn' Saad , al-Tabqāt al-Kūbra,P. 355/2

23- بخاری، **صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن**، حدیث نمبر: ۴۷۰۱، ۴/۱۹۰۷۔

*Bukhāri al-Jamāy al-*Sahīh, Kitāb Fazāil al-Qurān, Hadīth: 2701

24- ایضا، حدیث نمبر: ۴۷۰۲، ۴/۱۹۰۷۔

Ibid, Kitāb Fazāil al-Qurān, Hadīth: 2702

25- ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/۳۵۵۔ Ibn' Saad , al-Tabqāt al-Kūbra,P. 355/2

26- ابن حجر، الإصابه، ۲/۴۹۲۔

Ibn Hajar al-Asqalāni, al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba, 492/2

27- أبو نعيم، **معرفة الصحابة**، ۳/۱۷۰۰، ابن حجر، **الإصابه**، ۴/۱۲۴۔

Ibn Hajar al-Asqalāni, *al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba*, 492/2

28- ابن عبد البر، **الاستيعاب في معرفة الاصحاب**: ۳/۹۳۳، **الإصابه**، ۴/۱۲۲۔

Ibn Abd al-Barr , *al-Istiāb fi Marifatil Ashāb*,.933/3; Ibn Hajar al-Asqalāni, al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba, 122/4

[29] ابن حنبل، **مسند الامام أحمد بن حنبل**، **مسند بني هاشم**، **مسند عبد اللہ بن العباس**، حدیث نمبر ۳۱۰۲، ۵/۲۱۵۔

Ib'n Hanbal, *al-Musnad Bani Hāshim*, Musnad Ibn Abbas(RA), Hadith:3102,215/5

[30] ایضا، حدیث نمبر ۳۰۶۰، ۵/۱۷۸۔

Ibid, Hadith:3060, 178/5

[31] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، **سنن ابن ماجہ**، **باب فضل ابن عباس**، حدیث نمبر:۱۶۶، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي ، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱/۵۸۔

Ibne Maja, Muhammad bin Yazeed alqazweni, Sunan Ibn e maja, baab fazal ibn e Abbas, Berot: Dar ul Fikr, 1/58

[32] ابن حنبل، **مسند الامام أحمد بن حنبل**، **مسند بني هاشم**، **مسند عبد اللہ بن العباس**، حدیث نمبر ۱۸۴۰، ۳/۳۴۰۔

Ib'n Hanbal, *al-Musnad Bani Hāshim*, Musnad Ibn Abbas(RA), Hadith:1840, 340/3

[33] بخاری، **صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا**، حدیث نمبر ۴۵۷۰، ۶/۴۱۔

Bukhāri al-Jamāy al-Sahīh, Kitāb Fazāil al-Qurān, Hadīth: 2719

[34] ابن عبد البر، **الاستیعاب في معرفة الاصحاب**: ۴/۱۹۱۷، ابن الأثیر، أبو الحسن علي بن أبي الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیباني الجزري، عز الدین ابن الأثیر، **أسد الغابة في معرفة الصحابة**، تحقیق: علي محمد معوض اور عادل أحمد عبد الموجود، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، طبع اول: ۷، ۱۹۹۴/۲۶۲، ابن حجر، **الإصابہ**، ۸/۳۲۲۔

Ibn Abd al-Barr , al-Istiāb fi Marifatil Ashāb,P.68/1; Ibn al-Asīr, Ali Bin Muhammad, Usad al-Ghāba fi Mārifat al-Sahāba, Ed: Ali Muhammad Muāwaz,(Beruit, Dar al-Kutub al-Ilmiāh,1994),P.262/1; Ibn Hajar al-Asqalāni, al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba, 322/8

[35] ترمذی، **سنن الترمذی: أبواب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**، باب، حدیث نمبر ۲۵۱۶، ۴/۶۶۷۔

Tirmzī, Abu Īsa Muhammad Bin Īsa, al-Sunan, Abwāb Sifat al-Qiyama, Hadith: 2516, P.647/4

[36] حاکم، محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، **المستدرک علی الصحیحین**، حدیث نمبر: ۳۶۳، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول: ۱۹۹۰، ۱/۱۸۸۔

Hakīm, Muhammad Bin Abdullah, *al-Mustadrak* ,Ed:Mustafa Abdul Qadir, (Beruit,Dar al-Kutub al-Ilmia, 1990),Hadith:363, 188/1

[37] ایضا، حدیث نمبر: ۶۲۹۱، ۳/۶۱۸۔

Ibid, Hadith:6291, 618/3

[38] ابن حجر، **الإصابہ**، ۲/۴۹۲۔

Ibn Hajar al-Asqalāni, *al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba*, 492/2

[39] ایضا، ۴/۱۲۸۔

Ibid, 128/4

[40] بخاری، **صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة البقرة، باب قولہ {واتخذوا من مقام إبراهیم مصلی}**. (النصر)، حدیث نمبر: ۴۲۱۳، ۴/۱۶۲۹۔

Bukhāri al-Jamāy al-Sahīh Kitāb al-Tafsī,r(Surat al-Baqarh)Hadīth: 2413

ـ[41] ایضا، **باب تفسیر سورة {إذا جاء نصر الله}**. (النصر)، حدیث نمبر: ۴۶۸۶، ۴/ ۱۹۰۱ـ

Ibid, al-Tafsī,r(Surat al- Nasar)Hadīth: 4686

ـ[42] المجادلہ: ۵۸/ ۱۱ـ Al-Qurān, 58:11

ـ[43] مسلم، صحیح مسلم، **کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل من يقوم بالقرآن**، حدیث نمبر: ۸۱۷، ۱/ ۵۵۹ـ

Muslim Bin Hajāj al-Qushāri, *al-Musnad al-Sahīh al-Mukhtasar,* Kitāb Salāt al-Musāfirīn, Hadīth:817

ـ[44] ابو بکر بن أبي شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن أبي شیبہ، **الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، كتاب البيوع والأقضية، باب في القاضي ما ينبغي أن يبدأ به في قضائه**، حدیث نمبر: ۲۲۹۹۴، تحقیق: کمال یوسف الحوت، مکتبہ الرشد، الریاض، طبع اول: ۱۴۰۹ھ، ۴/ ۵۴۴ـ

Ibn Abi Shāiba, Abdullah Bin Muhammad, *al-Musannaf fi al-Ahādith*, Kitāb al-Biyūh, Ed: Kamal Yousaf,(al-Riyadh, Maktabāh al-Rashid, 1409), HAdith: 22994, 544/4

ـ[45] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/ ۳۶۶ـ Ibn˓ Saad , al-Tabqāt al-Kūbra, 366/2

ـ[46] ابن الأثیر، **أسد الغابة**، ۳/ ۲۹۱، **ابن حجر، الإصابہ**، ۴/ ۱۳۱ـ

Ibn al-Asīr, *Usad al-Ghāba fi Mārifat al-Sahāba*, 291/3; Ibn Hajar al-Asqalāni, al-Isaba fi Tamyīz al-Sihāba, 131/4

ـ[47] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ۲/ ۳۷۵ـ Ibn˓ Saad , al-Tabqāt al-Kūbra,P. 375/2

ـ[48] بخاری، **صحیح البخاری: کتاب العلم، باب من سمع شیئا فراجعه حتی یعرفه**، حدیث نمبر ۱۰۳، ۱/ ۵۱ـ

Bukhāri al-Jamāy al-Sahīh , Kitāb al-Īlm, Hadīth: 103

ـ[49] ابن حنبل، **مسند الامام أحمد بن حنبل، مسند النساء، مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله عنها**، حدیث نمبر ۲۴۲۱۴، ۴۰/ ۲۶۰ـ.

Ib˓n Hanbal, *al-Musnad Nisā*(Ayeshā Sīdīqa) (RA), Hadith:24214, 260/40

ـ[50] بخاری، **صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي صلی الله علیه وسلم**، حدیث نمبر: ۴۷۱۳، ۴/ ۱۹۱۲ـ

Bukhāri al-Jamāy al-Sahīh, Kitāb Fazāil al-Qurān, Hadīth: 4713

ـ[51] ابن حنبل، **مسند الامام أحمد بن حنبل، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن مسعود رضي الله تعالی عنه**، حدیث نمبر: ۴۳۴۰، ۷/ ۳۵۹ـ

Ib˓n Hanbal, al-Musnad al-Mukāssirīn, Musnad Abdullah Bin Masūd (RA), Hadith:4340, 359/7

ـ[52] مسلم، صحیح مسلم، **کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل استماع القرآن**، حدیث نمبر: ۸۰۰، ۱/ ۵۵۱ـ

Muslim Bin Hajāj al-Qushāri, al-Musnad al-Sahīh al-Mukhtasar, Kitāb Salāt al-Musāfirīn, Hadīth:800